بسمہ سبحانہ وبذکرولیہ

مانع زکوٰۃ یا بیعت حضرت ابوبکر سے انکار

میر مراد علی خان

بحث کا اصل سبب یہ ہے کہ جب زکوٰۃ کا شمار دین اسلام کے فروع میں ہوتا ہے تو ترک زکوٰۃ کفر اور شرک کی دلیل کیونکر ہوسکتی ہے۔بعض مفسرین نے آیت کے ظاہری معنی پر کاربند رہتے ہوئے کہا ہے کہ ترک زکوٰۃ اگر چہ اس کے وجوب کے انکار پر بھی مبنی نہ ہوتو پھر وہ کفر کی علامت ہے۔بعض کہتے ہیں ترک زکوٰۃ کفر ہے جب اس کا انکار کیا جائے چونکہ زکوٰۃ کا شمار ضروریات دین میں سے ہوتا ہے اور اس کا منکر کافر ہوتا ہے۔

وویل للمشرکین الذین لا یؤتون الزکوٰۃ و هم بالاٰخرة هم کٰفرون۔سورۃ حٰمٓ سجده۔ آیت ۶۔اور مشرکین کے لئے وائے ہو جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور آخرت کے منکر ہیں۔درحقیقت ان کفار و مشرکین کا تعارف دو چیزوں سے کرایا جارہا ہے ایک ترک زکوٰۃ اور دوسرا انکار آخرت۔

بعض کہتے ہیں کہ یہاں زکوٰۃ طہارت اور پاکیزگی کے معنی میں ہے اور یہاں ترک زکوٰۃ سے مراد شرک کی آلودگی کو ترک کرنا ہے جیسا کہ سورکہف کی آیت ۸۱ میں بھی آیا ہے۔

خیراً منه زکوٰة۔ایسا بیٹا جو اس سے زیادہ پاکیزہ ہو۔لیکن یہ بات اس لئے مشکل بن جاتی ہے یہاں پر لا یؤتون (دیتے نہیں) کا لفظ ہے جو اس معنی سے مطابقت نہیں رکھتا۔

قرآن کریم میں ایک مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہو رہا ہے۔یحیی خذ الکتٰب بقوة واٰتینٰه الحکم صبیا حنانا من لدنا و زکوٰة و کان تقیا۔ **سورۃ مریم آیت ۱۳**

اے یحییٰ تھام لو کتاب مضبوطی سے اور ہم نے بچپن ہی سے نبوت اور دانائی دے دی اور ہم نے شفقت اور پاکیزگی عطا کی اور پرہیزگار تھا۔اللہ فرمارہا ہے **لدنا و زکوٰة** ہم نے زکوٰۃ دی۔اسی سورہ میں آگے چل کر ارشاد ہو رہا ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے گہوارے سے فرمایا کہ قال انی عبد اللّٰہ اٰتٰنی الکتٰب و جعلنی نبیا وجعلنی مبٰرکا این ماکنت واوصٰنی بالصلوٰة والزکوٰة ما دمت حیا۔ آیت ۳۱۔

میں بیشک اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی اور مجھے نبی بنایا ہے اور جہاں کہیں میں ہوں مجھے بابرکت بنایا ہے اور مجھے حکم دیا گیا کہ جب تک میں زندہ رہوں نماز کا اور زکوٰۃ کا۔

اگر زکوٰۃ سے مراد یہاں زکوٰۃ مال ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو اس وقت زندہ ہیں کہاں اور کس کو زکوٰۃ دے رہے ہیں؟۔

ایک مشکل اور درپیش ہے کہ زکوٰۃ ہجرت کے دوسرے سال مدینہ میں شرعی حیثیت حاصل ہوئی اور **حم سجد** مکی سورہ ہے۔حتیٰ کہ بعض مفسرین کے نزدیک یہ سورہ مکہ میں نازل ہونے والی سب سے پہلی سورت ہے۔

کتب تواریخ میں ہے کہ بعد وفات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ وآلہ وسلم مدینہ کے باہر کئی قبائل نے یہ کہہ کر زکوٰۃ دینے سے انکار کیا: **اما الصلاۃ فنصلی، و اما الزکاۃ فلا یغصب اموالنا۔**

یعنی ہم نماز پڑھتے ہیں لیکن زکوٰۃ کے بارے میں ہم اجازت نہیں دیتے کہ کوئی غصب کرلے۔

نتیجہ کے طور پر مدینہ سرکار (سرکار مدینہ نہیں) نے اُن پر مرتد ہونے کا فتویٰ جاری کردیا۔یہ فیصلہ کیا کہ اس جماعت کے ساتھ جنگ کریں۔

مورخین لکھتے ہیں **وارتدت العرب بعد استخلافه بعشره ایام**۔ابوبکر کے خلیفہ ہونے پر دس دن میں پورا عرب مرتد ہوگیا۔انہیں مرتد اسی لئے کہا

گیا ہے کہ تمام عرب نے حضرت ابوبکر کو خلیفہ نہیں مانا اور زکوٰۃ نہ دینے والوں نے یہ اجتہاد کیا کہ چونکہ ابوبکر خلیفۃ المسلمین نہیں ہیں لہذا زکوٰۃ کے حصول کے وہ حقدار نہیں ہیں۔

لما اشتهرت وفاة النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم بالنواحی ارتدت طوایف کثیرة من العرب عن الإسلام ومنعوا الزکاة فنهض أبو بکر الصدیق لقتالهم فأشار علیه عمر وغیره أن یفتر عن قتالهم فقال واللّٰه لو منعونی عقالا أو عتاقا کانوا یؤدونها إلی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم لقاتلتهم علی منعها فقال عمر کیف تقاتل الناس وقد قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم أمرت أن أقاتل الناس حتی یقولوا لا إله إلا اللّٰه وأن محمدارسول اللّٰه فمن قالها عصم منی ماله ودمه إلا بحقها وحسابه علی اللّٰه فقال أبو بکر واللّٰه لأقاتلن من فرق بین الصلاة والزکاة فإن الزکاة حق المال وقد قال إلا بحقها قال عمر فواللّٰه ما هو إلا أن رأیت اللّٰه شرح صدر أبی بکر للقتال۔

مسند امام احمد بن حنبل ج ۲ ص ۴۲۳؛ تاریخ الخلفاء علامه سیوطی

یعنی جب حضرت رسول اللہ ﷺ وآلہ وسلم کی وفات کے خبر تمام اطراف میں مشہور ہوگئی تو عرب کے بہت سے گروہ اسلام سے مرتد ہوگئے اور زکوٰۃ روک لی اس پر حضرت ابوبکر اُن سے لڑنے کے لئے کھڑے ہوگئے مگر حضرت عمر اور دیگر صحابہ نے اُن کو مشورہ دیا کہ ان سے لڑنے سے باز آجائیں۔ ابوبکر نے جواب دیا کہ واللہ اس زکوٰۃ کو جو یہ لوگ رسول اللہ کے پاس روانہ کرتے تھے اگر اُس سے ایک بندھن یا ایک جانور بھی مجھے کم دیں گے تو میں اُن سے لڑوں گا۔ اس پر حضرت عمر نے کہا تم کس اوصول کی بنا پر اُن سے لڑ سکتے ہو حالانکہ رسول اللہؐ نے فرمایا تھا کہ جب تک لڑنا جائز ہے جب تک لوگ لا اله اللّٰه محمد رسول اللّٰه کہہ نہ دیں۔ اُس کے بعد یہ کلمہ گو کا مال اور خون ہم سے محفوظ ہے۔ سوائے اس کے حق کے اور اس کا حساب اللہ پر موقوف ہے۔ حضرت عمر نے کہا میں نے یہ دیکھا حضرت ابوبکر کا سینہ اس وقت لڑنے کے لئے کشادہ ہوگیا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ نہ دینے کی وجہ سے اُن کو لوگوں کو مرتد سمجھا گیا۔ ورنہ وہ ہر طرح سے مسلمان تھے اور نماز پڑھتے تھے۔ جو مسلمان ہوتا ہے وہی نماز پڑھتا ہے۔

ابوبکر نے بعد وفات رسول اللہ ﷺ زکوٰۃ نہ دینے والوں کو قتل کرنے کا حکم دیا تو عمر نے اُنہیں روکا اور کہا بجائے قتل کے لوگوں کی تالیف قلب کیجئے، اس پر ابوبکر بگڑے اور عمر سے کہا کہ: اجبار فی الجاهلیة وخوار فی الاسلام۔ تو جبار تھا دور جہالت میں اور جب سے اسلام لایا ہے تو بزدل ہوگیا۔

(الدرالمنثور ج ۳ ص ۲۴۱؛ **کنز العمال ج ۱۲ ص ۴۹۴ سلسله ۳۵۶۱۵**؛ ازالۃ الخفاء ج اول ص ۲۳۹)۔

مروی ہے ابوہریرہ سے کہ فرمایا رسول اکرم ﷺ نے کہ میں مامور ہوا ہوں اس پر کہ لوگوں سے قتال کروں یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہیں یعنی صرف اللہ کو معبود مانیں اور اُس کی نماز بھی ضروری ہے جو اس کلمہ کا حق ہے۔ عمر نے ابوبکر سے کہا کہ آپ اُن سے قتال کریں گے جو زکوٰۃ نہیں دے رہے ہیں جب کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد اس کے بارے میں نہیں ہے۔ ابوبکر نے جواب دیا نماز اور زکواۃ میں کوئی فرق نہیں ہے۔ شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں کہ ابوبکر نے بروئے قیاس جلی زکواۃ کو اس پر قیاس کیا۔ حضرت عمر نے کہا میں نے حضرت ابوبکر کے سینہ کو قتال کے لئے کشادہ دیکھا (صحیح بخاری جلد ۸ ص ۱۴۱؛ مسند احمد ج ۱ ص ۳۶۔ ازالۃ الخفاء ج سوم ص ۱۰۴)

فقال والذی لا اله الا هو لو جرت الکلاب بارجل ازواج النبی ﷺ ماردت جیشا۔ ابوبکر نے اُن اصحاب سے جو لشکر کو بلانے کے حق میں تھے کہا: خدا کی قسم جسکے سوا کوئی معبود نہیں اگر ازواج النبی ﷺ کی ٹانگوں کو کتے کھینچنے لگیں تو میں اس لشکر کو واپس نہ بلاؤں گا۔ (ابن عساکر ج ۲ ص ۶۰؛ کنز العمال ج ۵ ص ۶۰۲ سلسلہ ۱۴۰۶۶؛ البدایۃ والنھایۃ ابن کثیر ج ۶ ص ۳۲۶)۔

كرهت الصحابة قتال مانعي الزكاة و قالوا اهل قبلة فتقلد ابو بكر سيفه و خرج وحده۔ تمام صحابہ کو یہ نا گوار ہوا کہ زکواۃ نہ دینے والوں سے لڑا جائے اور ان سب نے کہا کہ یہ لوگ تو اہل قبلہ (یعنی مسلمان) ہیں پھر ان سے لڑنا کیونکر جائز ہوگا اس پر حضرت ابوبکر اکیلے تلوار لے کر نکل پڑے۔ تاریخ خمیس دیار بکری ج ۲ ص ۲۰۱

وقال بعضهم نؤمن بالله و نشهد ان محمد ا رسول الله و نصلي ولكن لا نعطيكم اموالنا فابىٰ ابو بكر الا قتالهم وجادل ابو بكر اصحابه في جهادهم و كان من اشدهم عليه عمر بن الخطاب، وابو عبيده بن الجراح و سالم مولى ابى حذيفة و قالوا له احبس جيش اسامة بن زيد فيكون عمارة امانا بامدينة وادفق بالعرب حتى ينفرج هذا الا فان هذا الامر شديد غوره و مهلكة من غير وجه۔ اور بعض (مخالفین حضرت ابوبکر) نے کہا ہم اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کی بھی گواہی دیتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ وآلہ، اللہ کے رسول ہیں اور ہم نماز بھی پڑھتے ہیں لیکن ہم اپنا مال تم کو نہیں دیں گے۔ حضرت ابوبکر نے کہا جب تک تم زکواۃ نہ دو گے ہم نہیں مانیں گے اور تم سے ضرور لڑیں گے۔ اس بارے میں حضرت ابوبکر اصحاب سے بھی لڑنے لگے، ان میں سب سے زیادہ اس لڑائی کے مخالف حضرت عمر، ابوعبیدہ اور سالم ابوحذیفہ کا غلام (یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے ابوبکر کو خلیفہ بنایا تھا یعنی Kingmaker) یہ لوگ کہتے تھے کہ اسامہ بن زید کے لشکر کو روکے رکھو جس سے مدینہ میں امن رہے گا (کیا بعد رسولؐ مدینہ میں انتشار ہو گیا تھا؟۔ اگر یہ صحیح ہے تو اجماع والی روایت کیا ہوگئی؟) عربوں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرو۔ ایسی صورت مت اختیار کرو جس میں تباہی ہے۔ تاریخ خمیس جلد ۲ ص ۲۰۱

جو لوگ زکواۃ دینے سے انکار کیا وہ لوگ کہتے تھے کہ ہم سب اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور گواہی دیتے ہیں کہ ہمارے سردار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ وآلہ اللہ کے رسول ہیں، لیکن ہم تم کو اپنا مال نہیں دیں گے اور اِن لوگوں نے کئی وفود بھی مدینہ کو روانہ کئے اور جب یہ وفد مدینہ آئے تو یہ لوگ مدینہ کے معززین کے یہاں مہمان ٹھیرے۔ اور ان لوگوں کی طرف سے جہاں یہ لوگ ٹھیرے تھے ابوبکر پر دباؤ ڈالا۔ مگر ابوبکر کسی کی بھی نہیں سُنی اور جنگ کے لئے آمادہ ہوگئے۔ چنانچہ یہ لوگ جب واپس جانے لگے تو اس سلسلے میں چند اشعار کہے جو تاریخ میں مندرج ہیں۔ طبری عربی جلد ۲۷۷۴؛ تاریخ مدینہ ابن عساکر ج ۲۵ ص ۱۶۰؛ تاریخ مدینہ ابن شبۃ ج ۲ ص ۵۴۸؛ تاریخ البدایۃ والنھایۃ ابن کثیر (عربی) ج ۶ ص ۳۴۴۔

اطعنا رسول الله ماكان بيننا   فيالعباد الله ما لا بى بكر

يورثنا بكر إذا مات بعده   وتلك لعمر الله قاصمة الظهر

جب تک رسول اللہ دنیا میں رہے ہم لوگ اُن کی اطاعت کی۔ مگر اے اللہ
کے بندو! یہ ابوبکر کون ہوتے ہیں؟ کیا یہ میراث جب وہ مرجائیں تو اپنی
اولاد کو دے جائیں گے، یہ تو بڑی کمر توڑ دینے والی مصیبت ہے۔

یہ واضح ہوگیا کہ جن لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا وہ مسلمان تھے، اللہ کی وحدانیت اور رسولؐ کی نبوت کا اقرار کرتے تھے، نماز پڑھتے تھے، صرف حضرت ابوبکر کو اس لئے زکوٰۃ دینے سے انکار کرتے تھے وہ اُنہیں مسلمانوں کا خلیفہ نہیں مانتے تھے۔ صاف کہہ رہے ہیں ''یہ ابوبکر کون ہیں؟''۔

عرب کے وفود مدینہ آنے لگے اور نماز کا اقرار کرتے اور ادائیگی زکوٰۃ سے انکار کرتے اور اللہ تعالی کے اس قول کو پیش کرتے کے خذ من اموالھم صدقة تطھرھم وتزکیھم بھا وصل علیھم۔ ان صلوٰتک سکن لھم۔ واللّٰہ سمیع علیم ۔ سورہ توبہ آیت ۱۰۳۔اے رسول جب تم اُن سے مال کا صدقہ (زکوٰۃ) لو اور اس کے بدلے میں تم اُن کو پاک صاف کردو(گناہوں سے) اور اُنکے واسطے دعائے خیر کرو، کیونکہ تمہاری دعا اِن لوگوں کے حق میں اطمینان (کا باعث ہے)۔اور اللہ تو (سب کچھ) سنتا (اور) جانتا ہے۔

وکانو یزعمون فی قوله تعالی خذ من اموالھم صدقة تطھرھم و تزکیھم بھا وصل علیھم ان صلاتک سکن لھم خطاب خاص مواجھة النبی ﷺ ، دون غیرہ وانه مقید بشرائط لا توجد فیمن سواہ وذلک انه لیس لاحد من التطھیر والتزکیة والصلاة علی المتصدق ما للنبی ﷺ۔شرح مسلم نووی جلد اول ص ۲۰۳ طبع دارالکتاب العربی بیروت ۱۴۰۷ھ۔

ان منکرین زکوٰۃ یہ تاویل پیش کرتے کہ یہ حکم خاص رسول اللہ ﷺ کے لئے ہے،اس لئے کہ اس میں زکوٰۃ کے بدل میں تزکیہ نفس ہے جو صرف رسولؐ کے لئے خاص ہے۔اس لئے کہ تزکیہ نفس اور تطہیر یعنی گناہوں سے پاک کرنا یہ کسی غیر سے ناممکن ہے۔شرح مسلم نووی طبع نعمانی کتب خانہ لاہور جلد اول ص ۱۰۳ حاشیہ؛البدایۃ والنھایۃ جلد ۶ ص ۱۱۵۳ (اردو نفیس اکیڈمی) ۔

مانع زکوٰۃ کو اس کا علم تھا کہ جب حضرت ابوبکر خلیفہ بنائے گئے تو اُنہوں نے یہ خطبہ دیا تھا:۔

انا بشرولست بخیرمن احد منکم فراعونی فاذا رأیتمونی استقمت فاتبعونی وان رأیتمونی زغت فقومونی واعلموا ان لی شیطانا یعترینی فاذا رأیتمونی غضبت فاجتبونی لا اوثر فی اشعارکم وابشارکم ۔ابوبکر نے خلافت کے بعد جو خطبہ دیا اس میں انہوں نے ’’کہا کہ آگاہ ہو کہ میں ایک بشر ہوں اور تم میں سے کسی سے بھی بہتر نہیں ہوں لہٰذا میری رعایت کرو جب مجھے دیکھو راہ راست پر ہوں تو میری پیروی کرو، اور اگر دیکھو کہ میں ٹیڑھا ہو گیا ہوں تو سیدھا کرو۔ آگاہ ہو کہ میرے لئے ایک شیطان ہے جو مجھے گھیرے ہوئے ہے۔جب بھی مجھے غضب میں دیکھو تو مجھ سے بچو، میں تمہارے بالوں اور کھالوں پر کوئی اثر نہیں رکھتا‘‘۔الامامة والاسیاسة ج ص ۱۴،مجمع الزوائد الھیثمی ج ۵ ص ۱۸۳؛ کنز العمال ج ۵ ص ۶۳۱ حرف الخا،خلافت ابوبکر؛ سبل الھدیٰ فی سیرة خیرالعباد محمد بن یوسف الصالحی الشامہ متوفی ۹۴۲ھ طبع بیروت ج ۱۱ ص ۲۵۹؛

السقیفة ام الفتن ڈاکٹر الخلیلی ص ۱۰۰؛المعجم الاوسط طبرانی ج ۸ ص ۲۶۷؛ تاریخ طبری اردو ج اول ص ۵۳۸۔طبقات ابن سعد اردو حصہ سوم ص ۵۳؛ تاریخ ابن عساکر جلد ۳۰ ص ۳۰۳؛البدایہ والنھایۃ ابن کثیر عربی جلد ۶ ص ۳۳۴ اردو جلد ۶ ص ۱۱۳۹ (اس میں تحریر ہے کہ’’ بلاشبہ میرا ایک شیطان ہے یحضرونی جو میرے پاس آتا ہے‘‘) . قابل غور لفظ ان لی شیطانا یعترینی ہے۔یعنی شیطان مجھ پر قابض ہے۔الصواعق المحرقہ جس

کا اردو ترجمہ برق سوزاں ہے ص ۶۵ یوں تحریر ہے۔: حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ: مجھے بادل نخواستہ یہ کام سپرد کر دیا گیا ہے قسم بخدا میں چاہتا تھا کہ کوئی دوسرا آدمی اسے سنبھال لیتا۔لیکن اگر تم مجھے رسول اللہ ﷺ (وآلہ) جیسے کام میں مکلّف کرو تو یہ مجھ سے نہ ہو سکے گا۔ کیونکہ حضور ﷺ (وآلہ) کو اللہ تعالیٰ وحی سے سرفراز فرماتا تھا۔ نیز اُس نے آپ کو معصوم قرار دیا تھا۔ میں تو محض ایک بشر ہوں اور کسی سے بہتر نہیں ہوں۔ پس میرا خیال رکھو، جب مجھے سیدھا راستہ چلتے دیکھو تو میری پیروی کرو اور جب مجھے ٹیڑھا چلتے دیکھو تو مجھے سیدھا کر دو۔ اور یہ ذہن نشین رکھو کہ میرا ایک شیطان ہے جو مجھ پر غالب آجاتا ہے۔ پس جب مجھے غضبناک دیکھو تو مجھ سے اجتناب اختیار کرو۔ میں کسی کو بُرائی بھلائی میں کسی پر ترجیح نہ دوں گا۔

جس پر شیطان مسلط ہوتا ہے اُس کے لئے قرآن کریم کیا کہتا ہے ملاحظہ ہو:۔

قال فبعزتک لا غوینهم اجمعین الا عبادک منهم المخلصین۔قال فالحق والحق اقول سورہ ص آیت ۸۲ تا ۸۳ ۔ جب شیطان نے کہا مجھے تیری عزت کی قسم! میں ان سب کو ضرور گمراہ کروں گا۔ سوائے تیرے مخلص بندوں کے۔ اللہ نے ارشاد فرمایا یہ حق ہے اور میں حق ہی کہتا ہوں۔ لا ملئن جهنم منک و ممن تبعک منهم اجمعین۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں اُن سب کو جہنم میں میں بھر دوں گا جو تیرے پیچھے چلے۔

اما حذيفة من النبی ﷺ واما اخبره ابوبکر ان النبی ﷺ قال الشرک فیکم اخفی من دبیب النمل فقلت یا رسول اللّٰہ و هل الشرک الا ما عبد من دون اللّٰہ قال ثکلتک امک یا ابن ابی قحافة الشرک فیکم اخفی من دبیب النمل مروی ہے حذیفہ سے کہ وہ روایت کرتے ہیں ابوبکر سے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے شرک تم میں زیادہ پوشیدہ ہے چیونٹی کی رفتار سے۔ ابوبکر نے کہا یا رسول اللہ شرک تو یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت کریں، فرمایا تیری ماں تجھے روئے اے ابوقحافہ کے بیٹے! تجھ میں (فیکم) شرک چیونٹی کی رفتار سے موجود ہے۔(اس روایت کا ذکر کئی کتابوں میں موجود ہے مثلاً مجمع الزوائد الهیثمی ج ۱۰ ص ۲۲۴؛ مسند ابی یعلی احمد بن یعلی متوفی ۳۰۷ ھ ج ۱ ص ۶۱؛ کنز العمال ج ۳ ص ۸۱۶ سلسلہ ۸۸۴۷ ازالۃ الخفاء جلد سوم ص ۸۹

سورہ برأت کی آیات کو رسول اللہ ﷺ وآلہ نے حضرت ابوبکر کو دیا کہ وہ مکہ جا کر مشرکین مکہ کے سامنے پڑھیں ابوبکر راستے ہی میں تھے کہ وحی آئی۔ اللہ نے حکم دیا اے نبیؐ! آپؐ یا وہ جب آپؐ کے اہل سے ہو اسے یہ کام انجام دے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ وآلہ نے حضرت ابوبکر کے پاس سے وہ آیات واپس لے لیا اور ارشاد فرمایا لایؤدی عنی إلارجل من اهل بیتی کہ اس کا اعلان وہی کر سکتا ہے جو میرے اہل بیت سے ہو(سیرۃ ابن ہشام ج ۴ ص ۹۷۳؛ سیرۃ النبی ابن کثیر ج ۴ ص ۶۹؛ درمنثور سیوطی ج ۳ ص ۲۰۹ سیرۃ الحلبیہ ج ۵ ص ۱۴۴ (اردو)

جو چند آیات کی تلاوت کا اہل نہ ہو وہ بھلا پورے قرآن کے نفاذ کا اہل کیسے ہو سکتا ہے۔ یاد رہے یہاں تلاوت سے مراد صرف پڑھنا نہیں ہے بلکہ حکم کا نفاذ بھی مطلوب ہے۔ چنانچہ یہ دیکھا گیا ہے کوئی سرکاری حکم کا اعلان ہوتا ہے تو اس کا نفاذ اُس وقت قابل قبول ہوتا ہے جب کہ حاکم وقت اعلان کرے یا اس کا مقرر کر دیا Spokeperson نمائندہ۔

عن میمون بن مهران أعرابیا أتی أبا بکر فقال قتلت صیدا وأنا محرم فما تری علی من الجزاء فقال أبوبکر لابی بن کعب و هو جالس عنده ماتریٰ فیها، فقال الاعرابی أتیتک وأنت خلیفة رسول اللّٰہ ﷺ أسئلک فإا انت تسأل غیرک۔ کنزالعمال ج۵ ص ۲۴۴ سلسه ۱۲۷۶۷؛ تفسیر ابن کثیر (عربی) جلد ۲ ص ۱۰۲؛ تفسیر الدر المنثور ج۲ ص ۳۲۹۔

ایک عرابی ابوبکر کے پاس آیا اور پوچھا کہ میں نے حالت احرام میں شکار کیا ہے۔ اس کا بدل کیا ہے؟۔ حضرت ابوبکر نے ابی بن کعب سے جو اس وقت اُن کے

پاس بیٹھے تھے اس مسئلہ کا حل پوچھا۔ تو اعرابی ناراض ہوا اور تعجب سے کہنے لگا کہ میں تیرے پاس آیا اور تو رسولؐ اللہ کا خلیفہ بنا بیٹھا ہے میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور دوسروں سے پوچھتا ہے۔

ملاحظہ فرمایا کہ خو حضرت ابوبکر اپنے بارے میں کیا کہتے ہیں، ارشادرسولؐ ان کے بارے کیا ہے، اور جو مسلمان تھے اُن کے ہاں ان کی عزت کیا تھی۔

یہ مانع زکوٰۃ کہتے تھے کہ کیا ہم اُس کو زکوٰۃ دیں جو خود اپنے کو قابل قبول نہیں سمجھتا ہو؟۔

آنحضرت ﷺ وآلہ کی کسی حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کے مانع زکوٰۃ کی سزا قتل ہے۔ چنانچہ حدیث ہے:

حدثنا يحيى بن صالح حدثنا فليح عن هلال بن علي عن عطاء بن يسار عن أبي هريرة رضى لله تعالى عنه قال قال رسول لله صلى الله عليه و سلم من آمن بالله و برسوله و أقام الصلاة و صام رمضان كان حقا على لله أن يدخله الجنة صحيح بخارى كتاب الجهاد و السير۔ یعنی فرمایا رسول اللہ نے جو اللہ اور رسول پر ایمان لانے کے بعد نماز پڑھے اور روزے رکھے تو اللہ کے لئے واجب ہے کہ وہ اُس کو جنت دے۔

صحیح مسلم کتاب الایمان باب: کافر کے لا الہ الا اللہ کہنے کے بعد اُس کو قتل کرنا حرام ہے۔ شرح مسلم نووی جلد اول ص ۱۸۹

رسول اللہ ﷺ وآلہ کسی زکواۃ کے نہ دینے والوں سے کبھی بھی نہیں لڑے اور نہ کسی قسم کی حد یا سزا دی۔ چنانچہ بخاری کتاب الزکواۃ میں یہ روایت ملتی ہے کہ:

حدثنا أبو اليمان أخبرنا شعيب حدثنا أبو الزناد عن الأعرج عن أبي هريرة رضىلله تعالى عنه قال أمر رسول لله صلى لله عليه و سلم بالصدقة فقيل منع بن جميل و خالد بن الوليد وعباس بن عبد المطلب فقال النبي صلى الله عليه و سلم ما ينقم بن جميل إلا أنه كان فقيرا فأغناهلله ورسوله و أما خالد فإنكم تظلمون خالدا قد احتبس أدراعه و أعتده في سبيل للهوأما العباس بن عبد المطلب فعم رسوللله صلى الله عليه و سلم فهي عليه صدقة و مثلها معها تابعه بن أبي الزناد عن أبيه و قال بن إسحاق عن أبي الزناد هي عليه و مثلها معها و قال بن جريج حدثت عن الأعرج بمثله ۔ رسول اللہ نے زکواۃ وصول کرنے کا حکم دیا تو آپؐ سے وصول کرنے والے نے کہا کہ ابن جمیل، خالد بن ولید اور حضرت عباس بن عبدالمطلب زکواۃ نہیں دیتے ہیں۔ (واضح رہے کہ یہ فتح کے بعد کا واقعہ ہے یعنی ۹ ہجری کے بعد)۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ابن جمیل کیوں نہیں دیتا حالانکہ وہ فقیر تھا اب اللہ نے اس کو مالدار کر دیا اور خالد بن ولید پر تم لوگ ظلم کرتے ہو اس لئے کہ اس نے زرہوں اور ہتھیاروں کو راہ خدا میں جہاد کرنے کی غرض سے لے رکھا ہے۔ رہے عباس تو وہ رسول اللہ کے چچا ہیں تو یہ اور اس جیسی اور زکواۃ بھی اُن کا حق ہے۔ اس روایت سے یہ ثابت ہو گیا آنحضرت کے زمانے میں بھی کچھ لوگ زکواۃ نہیں دیتے تھے یا انکار کرتے تھے۔ مگر کسی ایک روایت سے بھی یہ ثابت نہیں کہ آپؐ نے اُن کو کسی قسم کی سزا دی ہو۔ یاد رہے کہ تمام صحابہ کا اس بات پر اجماع تھا زکواۃ نہ دینے والے مسلمان اور اہل قبلہ ہیں اُن سے جہاد جائز نہیں۔ مگر سب ایک طرف اور حضرت ابوبکر تنہا ایک طرف اور اکیلے تلوار لے کر لڑنے نکل پڑے۔

حدثنا محمد بن بشار حدثنا غندر حدثنا شعبة عن واصل عن المعرور قال سمعت أبا ذر عن النبي صلى الله عليه و سلم قال أتاني جبريل فبشرني أنه من مات لا يشرک بالله شيئا دخل الجنة قلت وإن سرق وإن زنى قال وإن سرق وإن زنى

فرمایا رسول اللہ ﷺ وآلہ نے مجھے جبرئیل نے بشارت دی کے اگر کوئی مرجائے اور شرک نہ کرے وہ بہشت میں جائے گا۔ حضرت ابوذرؓ نے سوال کیا اگر چہ وہ زانی اور چور ہو تو بھی؟۔ آپؐ ارشاد فرمایا: ہاں اگر چہ وہ زنا اور چوری کرے۔ صحیح بخاری کتاب التوحید۔

اسامہ بن زید جب ایک جنگ سے واپس آئے تو وہ حالات جنگ رسولؐ اللہ کو بتانا شروع کئے اور جب اُسامہ نے کہا کہ ''ایک شخص مقابل کا بھاگ رہا تھا تو میں نے اُسے جا لیا اور نیزہ اُس کی طرف جھکا دیا اُس نے لا الہ الا اللہ کہا مگر میں اُسے نیزہ مار کر قتل کر دیا'' رسولؐ اللہ غضبناک ہو گئے اور فرمایا تم پر افسوس ہے تم

لا الہ الا اللہ کے ساتھ جرائت ہوئی''۔اور بار بار فرماتے رہے۔میں نے کہا یارسول اللہ وہ جان کے خوف سے کلمہ پڑھا تھا۔تو آپؐ نے فرمایا: کیا تو اس کا دل چیر کر دیکھا تھا۔شرح صحیح مسلم نووی کتاب الایمان جلد اول ص ۱۹۱۔ طبقات ابن سعد جلد ۴ ص ۲۲۳ حالات اسامہ بن زید

تفسیر جلالین میں سیوطی ومنهم ن عهد الله لئين من فضله۔۔۔۔الخ سورہ توبہ آیت ۷۵ تا ۷۶ کی تفسیر میں ہے کہ وہ ثعلبہ بن حاطب انصاری ہے جس نے نبیؐ اکرم سے دعا کی رخواست کی تھی اور وعدہ کیا تھا کہ اگر وہ مالدار ہو جائے گا تو زکوٰۃ دے گا۔چنانچہ آنحضرت ﷺ نے اُس کے لئے دعا کی اور وہ جب مالدار ہو گیا تو اُس نے زکوٰۃ تو ایک طرف نماز جماعت اور جمعہ کو بھی ترک کر دیا۔آنحضرت ﷺ نے اُس کے لئے کوئی حد جاری نہیں کی۔ جب آنحضرت ﷺ کو اس کی کثرت مال کا اور زکوٰۃ کے نہ دینے کا علم ہوا تو آپؐ نے صرف اتنا فرمایا: ویح ثعلبة :افسوس ہے ثعلبہ پر۔تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۱۰۷ (عربی)؛ زاد المسیر ابن جوزی ج ۳ ص ص ۳۰۸؛ أسد الغابة حالات ثعلبة ابن حاطب الانصاری۔

حدثنا محمود حدثنا عبد الرزاق أخبرنا معمر عن الزهري عن سالم عن بن عمر بعث النبي صلى الله عليه وسلم خالدا ح وحدثني أبو عبد الله نعيم بن حماد أخبرنا عبد الله أخبرنا معمر عن الزهري عن سالم عن أبيه قال بعث النبي صلى الله عليه وسلم خالد بن الوليد إلى بني جزيمة فلم يحسنوا أن يقولوا أسلمنا فقالوا صبأنا صبأنا فجعل خالد يقتل ويأسر ودفع إلى كل رجل منا أسيره فأمر كل رجل منا أن يقتل أسيره فقلت والله لا أقتل أسيري ولا يقتل رجل من أصحابي أسيره فذكرنا بذلك للنبي صلى الله عليه وسلم فقال اللهم إني أبرأ إليك مما صنع خالد بن الوليد مرتين ۔ صحيح بخارى كتاب المغاذى

آنحضرت ﷺ وآلہ نے بعد فتح مکہ خالد بن ولید کو تین سو پچاس (۳۵۰) لوگوں کے ہمراہ بنی جزیمہ کی طرف اسلام کی دعوت دینے کے لئے روانہ کیا اور تاکید کی کہ خبردار ہتھیار نہ اُٹھانا۔اور جب اُن کو اسلام کی دعوت دی تو وہ لوگ اچھی طرح کلمہ تشہد نہیں پڑھے صرف اتنا کہا ہم نے اپنا دین بدل ڈالا۔چنانچہ خالد اُن کو قتل کرنا شروع کیا حکم دیا ہر ایک مسلمان کو ایک قیدی کو قتل کرے۔عبداللہ ابن عمر کہتے ہیں کہ میں نے قتل سے انکار کیا۔جب ہم رسولؐ اللہ کے پاس پہنچے اور یہ قصہ بیان کیا تو آنحضرت ﷺ نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھا فرمایا: اے اللہ میں خالد کے اس فعل سے براءت کرتا ہوں یہ کلمہ آپؐ نے دو مرتبہ ارشاد فرمایا۔

رسولؐ اکرم مشرکین کی تالیف قلب کی خاطر مال سے اور دیگر مراعات سے مدد کرتے تھے تاکہ اُن کے دل میں اسلام کی محبت پیدا ہو اور وہ اسلام قبول کریں۔ بعد رسولؐ جب ابوسفیان جو صدقات کے وصولی پر مقرر تھے مدینہ صدقات لیکر آئے تو اُنہیں معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر خلیفہ بنا دئے گئے پہلے تو بہت بگڑے جب حضرت ابوبکر نے تالیف قلب کی خاطر صدقات کی رقم اُن کو لوٹا دی تو خاموش ہو گئے۔سنن کبری البھیقی جلد ۷ ص ۲۰

وقال أحمد بن شبيب بن سعيد الحبطي حدثنا أبي عن يونس عن بن شهاب عن سعيد بن المسيب عن أبي هريرة أنه كان يحدث أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال يرد علي يوم القيامة رهط من أصحابي فيجلون عن الحوض فأقول يا رب أصحابي فيقول إنك لا علم لك بما أحدثوا بعدك إنهم ارتدوا على أدبارهم القهقري ۔

حدثنا أحمد بن صالح حدثنا بن وهب قال أخبرني يونس عن بن شهاب عن بن المسيب أنه كان يحدث عن أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم أن النبي صلى الله عليه وسلم قال يرد على الحوض رجال من أصحابي فيحلؤون عنه فأقول يا رب أصحابي فيقول إنك لا علم لك بما أحدثوا بعدك إنهم ارتدوا على أدبارهم القهقري وقال شعيب عن الزهري كان أبو هريرة يحدث عن النبي صلى الله عليه وسلم فيجلون وقال عقيل فيحلؤون وقال الزبيدي عن الزهري عن محمد بن علي عن عبيد الله بن أبي رافع عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم۔ **صحيح بخارى كتاب الحوض**

صحیح بخاری میں کئی مقامات پر اس حدیث حوض کا ذکر کیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ وآلہ نے کے میرے پاس حوض کوثر پر میرے اصحاب آئیں گے مگر کچھ لوگوں کو وہاں سے دھکے دے کر نکال دیا جائے گا اس پر میں عرض کروں گا اے رب میرے! یہ میرے اصحاب ہیں تو اللہ فرمائے گا تم کو علم نہیں یہ لوگ بعد تمہارے مرتد ہوگئے تھے؟۔(یعنی پچھلے پاؤں اپنے سابق دین پر پلٹ گئے تھے) یہ ذہن نشین رہے یہ اصحاب کے بارے میں ہیں نہ کہ مانع زکوٰۃ کے بارے میں۔

صرف ایک خاص نکتہ اس بارے میں کہ ہر ایک نے یہ لکھا کہ حضرت ابوبکر نے مانع زکوٰۃ سے قتال کیا۔مگر کسی نے بھی اس بات کی وضاحت نہیں کی یہ لوگ کس وجہ سے زکوٰۃ دینا نہیں چاہتے تھے۔ ایک اور صرف ایک وجہ یہ لوگ حضرت ابوبکر کی خلافت پر راضی نہیں تھے۔یاد رہے مدینہ کی بستی صرف چند گھروں پر منحصر تھی۔اگر اجماع ہوا بھی تو وہ صرف مدینہ تک ہی ہوا ہوگا جس میں بنی ہاشم شامل نہیں ہیں اور انصار کی ایک کثیر جماعت یہ کہہ کر پلٹ گئی تھی کہ ہم سوائے حضرت علیؑ کے کسی کی بھی بات سننا نہیں پسند کرتے۔(تاریخ یعقوبی (اردو) جلد ۲ ص ۲۰۳ نفیس اکیڈمی) **قال مع حسن قول علی** (عربی ج ۲ ص ۱۰۷)۔

احتجاج کی آواز بازگشت صرف مدینہ ہی تک محدود نہیں تھی بلکہ بیرون مدینہ یمامہ،مناسہ،عمان،یمن،بحرین اور حضرموت پھیل گئی تھی۔تفصیل کے لئے تاریخ ابن خلدون،جلد دوم اور طبری جلد دوم ملاحظہ کریں۔

اتمام حجت کے بعد جب مانع زکوٰۃ چلے گئے تو حضرت ابوبکر نے ایک فوج تشکیل کی اور تمام مسلمانوں کو خطاب کرتے ہوئے ایک فرمان جاری کیا کہ:من أبي بكر خليفة رسول الله إلى من بلغه كتابي هذا من عامة و خاصة أقام على إسلامه أو رجع عنه۔طبری ج ۲ ص ۴۸۰۔

یہ خط ہے ابوبکر خلیفہ رسول کی طرف سے ہر عام وخاص کی طرف۔خواہ اسلام پر برقائم ہو یا اُس سے پھر گیا ہو۔وإني بعثت إليكم فلانا في جيش۔میں فلاں کو ایک فوج کے ساتھ تمھاری طرف طرف بھیج رہا ہوں۔چنانچہ خالد بن ولید کو پہلے ۱۵ ہزار کی فوج کے ساتھ روانہ کیا۔ومن أبى أمرت أن يقاتله على ذلک ثم لا يبقي على أحد منهم قدر عليه وأن يحرقهم بالنار ويقتلهم كل قتله وأن يسبي النساء والذراري ولا يقبل من أحد۔اور اس فوج کو یہ حکم دے دیا ہے کہ تم میں سے جو میرا حکم نہ مانے اُس سے لڑیں اور جو قابو میں آجائیں اُس پر ذرۃ برابر بھی رحم نہ کرے اور اُن سب کو آگ میں جلا دے سب کو اچھی طرح قتل کردے اور اُن عورتوں اور بچوں کو لونڈی اور غلام بنالے۔

أن أبا بكر من عهده إلى جيوشه أن إذا غشيتم دارا من دور الناس فسمعتم فيها أذانا للصلاة فأمسكوا عن أهلها حتى تسألوهم ما الذي نقموا وإن لم تسمعوا أذانا فشنوا الغارة فاقتلوا وحرقوا ۔حضرت ابوبکر نے اپنی فوج سے یہ عہد لیا تھا کہ جب کسی گھر پر پہونچو اور اگر اذان کی آواز سُنو تو رک جاؤ اور اُن سے دریافت کروں کے وہ کیوں ان سے بیزار ہیں اور اِن کو ناپسند کرتے ہیں۔اگر اذان نہ سُنو تو اُن کو لوٹ لو،غارت کردو،قتل کرو،اور جلا ڈالو۔طبری جلد ۲ ص ۵۰۲۔

فان اظهره الله عليهم ان شاء الله وامكنه منهم فليتقلهم بالسلاح وليحرقهم بالنار ولا يستبق منهم احدا قدر على ان يستبيقيه وليقسم اموالهم۔تاریخ خمیس دیاربکری ج ۲ ص ۲۰۵۔اگر اس فوج کو اللہ فتح دے اور اُن کو قابو میں کرلو تو اُن کو ہتھیاروں سے قتل کردو اور سب کو آگ میں جلا دو اور کسی کو باقی نہ چھوڑو۔اور اُن کا سب مال تقسیم کرو۔

حرقوا ومثلوا وعدوا على الإسلام في حال ردتهم فأتوه بهم فمثل بهم وحرقهم ورضخهم بالحجارة ورمى بهم من الجبال ونكسهم في الآبار وأرسل إلى أبي بكر يعلمه ما فعل۔

حضرت ابوبکر کی فوج والے اُن کے مخالفین کو پکڑ کر اپنے سردار کے پاس لے آئے تو اُس نے اِن قیدیوں کے بدن کے ٹکڑے ٹکڑے کرایا،پھر اُن کو آگ

میں جلادیا اور بعض کے بدنوں کو پتھروں سے کچل دیا اور بعض کو پہاڑوں پر لیجا کر وہاں سے نیچے پھینک دیا اور بعض کی ٹانگوں میں رسیاں باندھ کر اُن کو کنوؤں میں اُلٹا لٹکا دیا۔تاریخ کامل ابن اثیر جزری جلد ۲ ص ۱۳۳۔

وفی کتاب الزهری ثم لحقوا اصحاب طلیحة فقتلوا واسروأ سروا اوصاح خلاد لا یطبخن رجل وقدراو لا یسخنن ماء الا أثفیته رأس رجل وأمر خالد بالحاظائر أن تبنی ثم أوقد فیها النار ثم أمر بالاسری فأ لقیت فیها وألقی یوئیذ حامیة بن سبیع بن الخشخاش الاسدی وهو الذی کان رسول الله ﷺ استعمله علی صدقات قومه ۔تاریخ الخمیس الدیار بکری جلد دوم ص ۲۰۷ طبع دار صدر بیروت۔

کتاب زہری میں ہے کہ پھر حضرت ابوبکر کی فوج والے طلیحہ والوں کے پاس پہنچ کر اُن کو قتل کیا اور بعض کو گرفتار کیا اور اُن کے سردار خالد بن ولید نے پکار کر اپنی فوج سے کہا جو کوئی کچھ پکانا چاہتا ہے یا پانی گرم کرنا چاہتا ہے اُس کو چاہئے کہ وہ چولھا بنانے کے لئے پتھروں کا استعمال نہ کریں بلکہ اِن مقتولین کے سروں کو چولھا بنائے اور اُس میں آگ روشن کریں اور پکائے یا پانی گرم کریں۔اور خالد نے حکم دیا کہ بڑے گڑھے کھودے جائیں اور اُس پر احاطہ بنائیں پھر اُن میں آگ روشن کی جائے۔جب یہ سب ہو چکا تو حکم دیا کے جتنے لوگ قید ہو گئے ہیں انہیں اس آگ میں جھونک دیا جائے۔اور پھر وہ سب کے سب جلادئے گئے۔اور اُن میں حامیہ بن سبیع بھی تھے(اُسدالغابہ میں ہے کہ یہ اکابر صحابہ میں سے تھے)جن کو رسول ؐاللہ نے وصولی زکواۃ کے لئے مقرر کیا تھا۔

وأخذت ام طلیحة أحد نساء بنی اد فعرص فأبت ووثبت فاقتحمت النار۔ بنی ادا کی ایک عورت اُم طلحہ پکڑی گئی اس سے زکوٰۃ طلب کی گئی،اُس نے انکار کیا اور آگ میں چھلانگ لگادی۔

أن خالد اجمع الاساری فی الحظائر ثم أصر مها فاحترقوا وهم أحیا۔ پھر ایک دوسری مہم میں خالد بن ولید نے قیدیوں کو گھروندوں میں بھرا پھر اُن لوگوں سمیت اُن گھرندوں کو آگ لگادی،حالانکہ وہ زندہ تھے۔۔تاریخ الخمیس الدیار بکری جلد دوم ص ۲۰۷ طبع دار صدر بیروت۔

جب حضرت ابوبکر قابض ہو گئے اور اقتدار ہاتھ میں آیا تو آپ نے اپنے خاص گروہ کے ذریعہ مدینہ کو مرکز ایذا(Torture Center)بناڈالا اور اُن لوگوں پر ظلم وتشدد کرنے لگے جنہوں نے بیعت سے انکار کیا۔اس فہرست میں بنی ہاشم کے علاوہ حضرت سلمانؓ فارسی،حضرت ابوذرؓغفاری،وغیرہ کے علاوہ مالک بن نویرہ بھی تھے۔

مالک بن نویرہ کا شرمناک واقعہ ہر تاریخ اور سیرت کی کتاب میں ہے مالک بن نویرہ نے حضرت ابوبکر کی خلافت کو ٹھکرایا اور سختی سے کہا کہ آپ کے لئے یہی بہتر ہے کہ آپ خانہ نشین ہو جائیں۔اور اللہ سے اپنے کئے ہوئے گناہوں کی معافی مانگیں۔جس کے نتیجہ میں جب خالد اپنی فوج کو لیکر مالک بن نویرہ کے پاس گیا تو وہ اور اُن کے قبیلہ کے لوگوں نے اذان دی اور نماز پڑھی یہ سب خالد کی فوج نے سُنا اور دیکھا۔جب مالک ملنے کے لئے باہر آئے تو ساتھ میں مالک کی زوجہ تھی جو نہایت حسین تھیں۔بس جیسے ہی خالد کی نگاہ مالک کی زوجہ پر پڑی خالد کی نیت بدل گئی اور اُسی وقت مالک کو قتل کیا اور اُسی رات مالک کی زوجہ سے ہم بستر ہوا۔اور صرف یہی نہیں بلکہ مالک اور دیگر مقتولین کے سروں کو چولھا بنا کر کھانا پکایا۔مزید شرم کی بات کہ ہے کہ محدثین نے جن کے ہاں اسلام سے زیادہ شخصیت پرستی اہم ہے ،خالد کے اس شرمناک فعل کو خطائے اجتہادی لکھ کر اپنی بے حیائی اور بے غیرتی کا ثبوت دیا۔

ان خالدا أمر بالاخدود تحفر فقیل ماذا ترید بهذه الا خدود قال أحرقهم بالنار فکلم فی ذلک فقال هذا عهد أبی بکر الصدیق الی اقرؤه فی کل مجمع انا أن طفرک الله بهم فأحرقهم بالنار۔ جب خالد نے حکم دیا بڑے بڑے گڑھے کھودے جائیں تو لوگوں نے اُن سے پوچھا یہ کس کے لئے کھودا جارہا ہے۔تو خالد نے جواب دیا کہ ان سب قیدیوں کو باندھ کر کے جلانے والا ہوں جب لوگ اس بارے میں خالد سے بحث کرنے لگے تو خالد نے کہا میں جو کچھ کر رہا ہوں میرے پاس یہ تحریری حکم ہے حضرت ابوبکر کی طرف سے کہ جس میں حکم دیا گیا ہے کہ جب تم کو اللہ کامیاب کرے تو اُن

کو آگ میں جلاڈالنا۔تاریخ الخمیس الدیار بکری جلد دوم ص ۲۰۸ طبع دار صدر بیروت۔

ثم بعث به إلى أبي بكر فلما قدم أمر أبو بكر أن توقد له نار في مصلى المدينة ثم رمي به فيها مقموطًا ۔فجاء ة سلمى کوقید کرکے حضرت ابوبکر کے پاس مدینہ بھیج دیا گیا۔تو حضرت ابوبکر نے حکم دیا آگ روشن کی جائے ۔ چنانچہ مصلی مدینہ میں آگ روشن کی گئی پھر فجاءۃ اسلمی کو مشکیں باندھی گئیں اور اُس کو زندہ آگ میں پھینک دیا گیا۔

قال أبو بكر رضي الله عنه أجل إني لا آسى على شيء من الدنيا إلا على ثلاث فعلتهن وددت أني تركتهن وثلاث تركتهن وددت أني فعلتهن وثلاث وددت أني سألت عنهن رسول الله فأما الثلاث اللاتي وددت أني تركتهن فوددت أني لم أكشف بيت فاطمة عن شيء وإن كانوا قد غلقوه على الحرب و وددت أني لم أكن حرقت الفجائة السلمي وأني كنت قتلته ۔ابوبکر نے لوگوں سے خطاب کرکے کہا" میں نے تین خطائیں کیں۔ایک تو خطا یہ میں نے فاطمہؑ بنت رسولؐ اللہ کا دروازہ توڑا ،دوسری یہ کہ میں نے فجاءۃ کو قتل کردیا ہوتا جلایا نہ ہوتا۔ابن عساکر ج۳۰ص ۴۱۸؛طبری(عربی) جلد ۲ ص ۶۱۹؛ کنز العمال ج ۵ ص ۶۳۵ ؛عقد فرید ج ۲ ص ۲۰ ،مروج الذہب مسعودی ج ۲ ص ۱۵۲؛ تاریخ یعقوبی ج ۲ ص ۲۱۷ نفیس اکیڈمی۔

حکم پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ وآلہ ہے کہ لا تعذبوا بعذاب الله ولقتلتهم۔ كما من بدل دينه فاقتلوه ۔صحيح بخاری كتاب الجهاد السير باب لا يعذب بعذاب الله اللہ کے عذاب (آگ سے) کسی کو عذاب نہ دینا تیسیر الباری (اردو) شرح صحیح بخاری جلد ۴ ص ۱۸۴۔

حضرت ابوبکر کا یہ جلا ڈالنے والا عمل حکم پیغمبرؐ اسلام کے خلاف تھا۔

مورخین و محدثین نے یہ لکھنے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی کہ بعد وفات رسولؐ اکرم جب حضرت ابوبکر خلیفہ بن گئے تو تمام عرب میں ایک انتشار اور بغاوت پھیل گئی اور حضرت ابوبکر نے اس بغاوت کو بڑی حکمت عملی سے ختم کر دیا۔جن لوگوں نے حضرت ابوبکر کی مخالفت کی انہوں نے حضرت ابوبکر کو نہ تو اسلامی سربراہ مانا اور نہ ہی والی سلطنت تسلیم کیا۔

جس طرح رسولؐ اکرم کی حیات میں حضرت ابوبکر نے نہ تو کسی دشمن اسلام سے قتال کیا اور نہ بعد رسولؐ اپنی دور خلافت میں کبھی کسی لڑائی میں کسی کو قتل کیا بلکہ ہمیشہ اپنی جان بچا کر بھاگتے رہے۔

بعد وفاة النبي حرب العنسي وقد كانت حرب العنسي باليمن ثم حرب خارجة بن حصن ومنظور بن زبان بن سبار في غطفان والمسلمون غارون فانحاز أبو بكر إلى أجمة فاستتر بها۔ طبری (عربی جلد ۲ ص ۲۳۱)

چنانچہ حضرت رسول اکرم ﷺ وآلہ کی وفات کے بعد پہلی لڑائی ملک یمن میں اسود عنسی سے ہوئی۔پھر جنگ خارجہ بن حصن اور منظور بن زبان بن سیار غطفان میں واقع ہوئی۔مسلمانوں کو اس جنگ میں پسپائی ہوئی اور حضرت ابوبکر جنگل میں بھاگ کر ایک جھاڑ کے پیچھے چھپ گئے ۔طبری جلد دوم ص ۶۱ باب ۳ اردو نفیس اکیڈمی کراچی۔

وتحيز المسلمون ولاذأ بوبكر بشجرة وكره أن يعرف اور مسلمانوں نے فرار کیا اور حضرت ابوبکر نے ایک درخت کی پناہ پکڑی اور یہ نہیں چاہا کہ کوئی اُن کو پہچان سکے۔تاریخ خمیس دیار بکری جلد دوم ص ۲۰۴۔

جب حضرت ابوبکر"بغاوتوں"(دراصل بغاوت اُن کی خلافت کے خلاف تھی) فارغ ہو چکے تو فوراً اُن کو فتوحات اور ملک گیری کی خواہش ہوئی۔وہ نہیں چاہتے تھے کہ ایک مسلح جنگجو فوج واپس لوٹ آئے اور بیکار رہے اور یہ فوجی وہ تھے جو مال غنیمت کے عادی ہو گئے تھے اور مستقبل میں کوئی مزید مال غنیمت کی توقع نہ ہونے پر اُن کو (حضرت ابوبکر کو) بغاوت کا خدشہ بھی تھا۔لہذا آپ نے عراق کی طرف فوجیں روانہ کیا جس کا سردار خالد بن ولید تھا جس کی سفا کی

اوردرندگی کا مظاہرہ ہو چکا تھا۔شاہ ولی اللہ محدث ازالۃ الخفاء جلد ۳ ص ۱۴۸ تا ۱۴۹ طبع قدیمی کتب خانہ کراچی

فدعاهم خالد إلى الإسلام أو الجزية أو المحاربة فاختاروا الجزية فصالحهم على تسعين ألف درهم فكانت أول جزية أخذت من الفرس في الإسلام هي والقريات التي صالح عليها . تاریخ کامل ابن الاثیر الجزری (عربی) ج ۲ ص ۳۹۳۔

جب خالد ایک مقام پر پہنچا تو اُس نے مقام ہذیل کے باشندوں کو دعوت دی کہ یا تو اسلام قبول کر و یا جزیہ دو۔تو اُن لوگوں نے جزیہ دینا منظور کر لیا۔تاریخ کامل ابن الاثیر الجزری (اردو) جلد ۸ ص ۱۶۱ مطبع یوسفی حیدر آباد دکن

خرج خالد من العين قاصدًا إليهم . فلما كان تلك الساعة من ليلة الموعد اتفقوا جميعًا بالمصيخ فأغاروا على الهذيل ومن معه وهم نائمون من ثلاثة أوجٍ فقتلوهم .تاريخ كامل ابن الاثير الجزرى (عربى) ج ۲ ص ۳۹۷ طبع دار صدر بيروت

خالد اپنے وعدہ کے مطابق اسی دن اور وقت پر پہنچا اور وہ رات کا وقت تھا اور سب نے مل کر ہذیل پر رات کی تاریکی میں حملہ کیا جب کے وہ لوگ اس اطمنان سے سو رہے تھے کہ اُنہوں چونکہ جزیہ دیدیا تھا اور کسی حملہ کا خدشہ نہیں تھا۔خالد کی فوج تین طرف سے حملہ اور ہوئی اور بے دریغ اُن سوتے ہوئے لوگوں کو قتل کرنا شروع کیا۔اِن میں وہ بھی قتل ہوئے جنہیں حضرت ابو بکر نے نوشتہ لکھ کر دیا تھا کہ وہ مسلمان ہیں۔جب خلیفہ کو اس کی اطلاع ملی تو اُنہوں نے اس کی دیت دی۔

فلما انتهى المنهزمون إليه تحصنوا به فنازلهم خالد فطلبوا منه الأمان فأبى فنزلوا على حكمه فأخذهم أسرى وقتل عقة ثم قتلهم أجمعين وسبى كل من في الحصن وغنم ما فيه ووجد في بيعتهم أربعين غلامًا يتعلمون الإنجيل فأخذهم فقسمهم في أهل البلاء منهم . تاریخ کامل ابن الاثیر الجزری (عربی) ج ۲ ص ۳۹۵

یعنی یہ شکستہ یافتہ لوگ قلعہ میں پناہ لی۔اور جب خالد نے اُن کو قلعہ سے نکلنے کے لئے کہا تو انہوں نے خالد سے امان مانگی اور جب امان ملی۔تو وہ قلعہ سے باہر آئے،خالد نے اُن سب کی مشکیں بندھوائی اور پھر سب کو قتل کر دیا۔اور جو قلعہ میں عورتیں اور بچے تھے اُنہیں لونڈی اور غلام بنا کر فوج میں تقسیم کر دیا اور تمام مال و اسباب لوٹ لیا۔تاریخ کامل ابن الاثیر الجزری (اردو) ج ۸ س ۱۵۷ ۔

عليهم باب مغلق فكسروه عنهم۔وہ لڑ کے دروازہ بند کر کے چھپ گئے تھے مگر فوج نے دروازہ توڑ کر اُنہیں پکڑ لیا۔اور بعض قیدیوں کو سامنے کھڑا کر کے تیروں کا نشانہ بنایا اور بعض کی مشکیں باندھ کر قتل کر دیا۔**طبری ج ۲ ص ۵۷۷**۔

ومنهم من قمطه و رضخه بالحجارة۔طبری (عربی) ج ۲ ص ۴۹۱۔اُن پر بڑے بڑے پتھر برسائے جن سے اُن کے بدن چور چور ہو گئے۔طبری اردو حصہ دوم ص ۸۲۔

فقتل يوم الفراض فى المعركة و فى الطلب مائة الف .طبرى ج ۲ ص ۵۸۳؛ البداية والنهاية ج ۶ ص ۳۸۸۔مورخین نے صراحت سے لکھا ہے کہ صرف ایک جنگ فراض میں حضرت ابو بکر کی افواج نے لڑ کر اور بھاگے ہوئے لوگوں کو پکڑ کر جس کثرت سے قتل کیا اُن کی تعداد ایک لاکھ تھی۔طبری اردو حصہ دوم ص ۲۰۴۔البدایۃ والنھایۃ ج ۶ ص ۱۲۲۶

وقتلوهم كل قتلة وأنتب السبل لقتلهم .طبرى ج ۲ ص ۵۳۴؛ البداية والنهاية ج ۶ ص ۳۸۸ ایک دوسری جنگ میں حضرت ابو بکر کی فوج نے ہر طرح لوگوں کو قتل کیا یہاں تک کہ مقتولین کی لاشوں سے تمام راستے بدبو دار ہو گئے تھے۔طبری اردو حصہ دوم ص ۱۳۸۔البدایۃ والنھایۃ ج ۶ ص ۱۲۲۰۔

فجرى دما عبيطا فسمى نهر الدم لذلک الشأن إلى اليوم ۔ طبری عربی ج ۲ ص ۵۶۲۔اس کثرت سے خون بہایا گیا کہ اسکا نام ہی خون کا دریا رکھ دیا گیا اور آج تک یہی نام موجود ہے۔

صرف ایک سوال پیدا ہوتا کہ یہ قتل وغارت اور فتوحات کیا کسی مذہب کے شایانِ شان ہیں؟۔ کیا انبیاء اور مرسلین ملک گیری کے لئے آئے تھے یا تزکیہ نفس اور خدا پرست بنانے کے لئے۔

افسوس اس بات کا ہے کہ مسلم تاریخ دان بڑے فخر سے حضرت ابوبکر کی فتوحات کا ذکر کرتے ہیں اور جب کوئی ان کی تاریخ پر غور کرتا ہے تو حضرت ابوبکر پر نہیں بلکہ اسلام اور بانئ اسلام حضرت رسولؐ اکرم پر الزام مسلط کرتا ہے کہ اسلام بزورِ شمشیر پھیلا۔

چونکہ اکثر حوالے تاریخ طبری وتاریخ کامل سے ہیں یہ مناسب رہے گا کہ ان کتابوں کے مصنفین کا بھی تعارف ہو جائے:۔

علامہ ابو جعفر محمد ابن جریر طبری: ۸۳۹ء مطابق ۲۲۴ھ میں صوبہ طبرستان کے مقام آمل میں پیدا ہوئے اور بغداد میں ۹۲۲ء مطابق ۳۱۰ھ میں وفات پائی انکی کتاب تاریخ'' تاریخ الامم والملوک ہے جو تاریخ طبری کے نام سے مشہور ومعروف ہے۔ تاریخ طبری کو اسلامی تاریخ کے سلسلہ میں اُمہات الکتب کا درجہ حاصل ہے۔ تاریخ ابن خلکان المعروف به وفیات الاعیان وابناء الزمان تالیف احمد بن محمد بن ابراهیم بن خلکان البرمکی الاربلی الشافعی نے لکھا ہے کہ **ابوجعفر محمد** بن جریر بن یزید بن خالد، الطبری فنون کثیرہ میں امام تھے جن میں تفسیر، حدیث، فقہ اور تاریخ وغیرہ شامل ہیں اور متعدد فنون میں آپ کی خوبصورت تالیفات ہیں جو آپ کی وسعت علم اور غزارت فضل پر دلالت کرتی ہیں۔ آپ مجتہد ائمہ میں سے تھے۔ آپ اپنی روایت میں ثقہ تھے اور آپ کی تاریخ اصح اور بہت معتبر ہے۔ تاریخ ابن خلکان حصہ چہارم صفحہ ۵۶۷ مطبع نفیس اکیڈمی کراچی۔

مولانا شبلی نعمانی اپنی کتاب سیرۃ النبی جلد اول ص ۱۹ میں لکھتے ہیں'' تاریخی سلسلہ میں سب سے جامع اور مفصل کتاب امام طبری کی تاریخ کبیر ہے، طبری اس درجہ کے شخص ہیں کہ تمام محدثین اُن کے فضل وکمال ثقہ اور وسعتِ علم کے معترف ہیں۔ محدث ابن خزیمہ کا قول ہے کہ دنیا میں کسی کو ان سے بڑھ کر میں عالم نہیں جانتا۔ تمام مستند اور مفصل تاریخیں مثلاً تاریخ کامل بن الاثیر، ابن خلدون، ابوالفداء وغیرہ انہی کی کتاب سے ماخوذ اور اسی کتاب کے مختصرات ہیں''۔ علامہ ذہبی لکھتے ہیں'' محمد بن جریر ایک لاثانی امام صاحب علم ہیں۔ یہ ائمہ اسلام میں سے بڑے جید عالم ہیں جن کے قول کی اطاعت واجب ہے اور جن کی رائے پر عمل کیا جاسکتا ہے۔ انکی تاریخ بے مثال ہے۔ ابوبکر ابن بابویہ کہتا ہے کہ اماموں کے امام ابن خزیمہ کو کہتے سنا ہے وہ کہتے تھے میں صفحہ زمین پر محمد ابن جریر طبری سے زیادہ علم والا ثقہ آدمی نہیں جانتا۔ امام محمد بن سہل کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن جریر طبری کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ: جو یہ کہے کہ ابوبکر اور عمر جائز امام ہدایت نہیں ہیں تو اُنہیں فوراً قتل کرڈالو''۔ تذکرة الحفاظ ذهبی المجلد الثانی ۲۵۱ تا ۲۵۳ مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن۔ اسی طرح یاقوت حموی علامہ طبری کی عظمت وجلالت بیان کرنے کے بعد ان کی کتاب کے بارے میں لکھتا ہے'' تاریخ طبری نہایت فضیلت وقدر والی ہے اور اس میں دین ودنیا کے علوم کثرت کے ساتھ جمع کئے گئے ہیں۔ جب علامہ طبری اپنے وطن طبرستان واپس آئے تو وہاں رفض پھیل گیا تھا اور لوگوں میں اصحاب رسول کی سب وشتم جاری ہوگئی تھی، اسکے روکنے کے لئے انہوں نے حضرت ابوبکر اور عمر کے فضائل لکھے اور طبرستان چھوڑ دیا''۔ علامہ سیوطی ان کو (طبری) مجدد دین کہتے ہیں۔ علامہ یافعی نے بھی مرآة الجنان میں تاریخ طبری کو اصح التواریخ واثبتها لکھا ہے ملاحظہ ہو مرأة الجنان الجزء الثانی ص ۲۶۱۔

ابن الاثیر: ابوالحسن بن ابی الکرم محمد بن محمد بن عبد الریم بن عبد الواحد الشیبانی المعروف بابن الاثیر متوفی ۶۳۰ھ م ۱۲۳۲ء صاحب تاریخ کامل و اسد الغابه فی معرفة الصحابه: وفیات الاعیان میں ابن خلکان ان کی نسبت لکھتے ہیں: عزیز الدین ابوالحسن مؤلف تاریخ کامل حدیث کے حفظ وجمع کا امام تھا۔ اور معتقدین ومتاخرین کے تواریخ سے واقف تھا۔ اس نے علم تاریخ میں ایک کتاب لکھی جس کا نام الکامل ہے۔ و هو من خیار التاریخ۔ یہ بہترین تاریخ ہے۔ علامہ شبلی نعمانی نے بھی'' الفاروق'' ص ۹ پر اس تاریخ کو من خیار التتاریخ لکھا اور مزید یہ لکھا کہ درحقیقت اس کی مقبولیت عام نے قدیم تصنفین ناپید کردیں۔ **علامه یافعی مرآة الجنان الجزء الرابع** ص ۷۰ میں لکھتے ہیں کہ یہ تاریخ میں نہایت عمدہ کتاب لکھی۔

ابن کثیر: ابن کثیر امام حافظ المفسر عماد الدین ابوالفداء اسمٰعیل بن عمر بن کثیر القرسی الدمشقی الموفی ۷۷۴ھ م ۱۳۷۲ء۔ کی کتاب **البدایة والنهایة** ہے۔ صاحب کشف الظنون لکھتے ہیں کہ یہ تاریخ نہایت مبسوط تاریخ ہے۔ مؤلف نے اس کی تحریر کو قرآن وسنت رسول پر مبنی کیا ہے اور صحیح اور غیر صحیح میں اچھی طرح تمیز کی ہے۔